# اللہ تعالیٰ کو طبیب کہنا کیسا؟ تفصیلی فتویٰ

**مجیب:** مفتی محمد قاسم عطاری

**فتوی نمبر:** Fsd-9279

**تاریخ اجراء:** 12 رمضان المبارک 1446ھ / 13 مارچ 2025ء

## دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اللہ پاک کو طبیب کہنا کیسا؟ اور جن بعض روایتوں میں یہ لفظ ذکر ہوا اُن سے کیا مراد ہے؟

آفاق احمد (فیصل آباد)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

قوانینِ شرعیہ کی روشنی میں بطورِ نام دعا میں یا دیگر مواقع پر اللہ تبارک و تعالیٰ کو "یا طبیب" کہہ کر پکارنا اور "طبیب" کہنا جائز نہیں۔ بطور نام ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اسمائے باری تعالیٰ توقیفی ہیں، اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی نام نہیں بول سکتے اور لفظ "طبیب" بطورِ نام اللہ تعالیٰ کے لیے قرآن و حدیث میں وارد نہیں۔

جہاں تک اُن روایات کا تعلق ہے جن میں یہ لفظ وارد ہوا، تو ان میں یہ لفظ بطورِ نام استعمال نہیں ہوا، بلکہ وہاں بھی یہ "شافی مطلق اور عَالِمُ الاَمْرَاضِ وَحَقِیْقَتِھَا" کے معنی میں مستعمل ہے، لہٰذا ایسی احادیث کو دلیل بنا کر عمومی احوال میں اللہ تعالیٰ کو "طبیب" کے نام کے ساتھ پکارنے اور یاد کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ تاہم اگر کوئی دعا میں اور بطورِ نام تو ذکر نہ کرے، بلکہ علاج، معالجہ اور حصولِ شفا کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ کے لیے "شافیِ مطلق" کے معنی میں لفظ "طبیب" بولے، تو یہ جائز ہے کہ حدیث و اقوالِ صحابہ میں اِسی قدر وارد ہے، جیسا کہ علامہ علی قاری اور امام اہلسنت عَلَیْھِمَا الرَّحْمَۃ نے لکھا۔

اسمائے الٰہیہ توقیفی ہیں اور جو نام شریعت نے بیان کر دیئے، اُنہی ناموں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارنا ضروری ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَ ذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اَسْمَآىٕهٖ سَیُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾ ترجمۂ کنز العرفان: اور بہت اچھے نام اللہ ہی کے ہیں تو اسے ان ناموں سے پکارو اور ان لوگوں کو

چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں حق سے دور ہوتے ہیں، عنقریب اُنہیں ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ (پارہ 9، سورۃ الاعراف، آیت 180)

مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ کے تحت صراط الجنان فی تفسیر القرآن میں ہے: "(اَلَّذِیۡنَ یُلۡحِدُوۡنَ فِیۡۤ اَسۡمَآئِہٖ: جو اس کے ناموں میں حق سے دور ہوتے ہیں۔) اللہ تعالیٰ کے ناموں میں حق و اِستقامت سے دور ہونا کئی طرح سے ہے **ایک** تو یہ ہے کہ اس کے ناموں کو کچھ بگاڑ کر غیروں پر اِطلاق کرنا جیسا کہ مشرکین نے اِلٰہ کا "لات" اور عزیز کا "عُزّٰی" اور منان کا "مَنات" کرکے اپنے بتوں کے نام رکھے تھے، یہ ناموں میں حق سے تجاوُز اور ناجائز ہے۔ **دوسرا یہ** کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایسا نام مقرر کیا جائے جو قرآن و حدیث میں نہ آیا ہو، یہ بھی جائز نہیں، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کو سخی کہنا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اَسماء تَوقیفیہ ہیں۔ (صراط الجنان، جلد 3، صفحہ 481، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اور لفظ "طبیب" بطورِ نام اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں بول سکتے، چنانچہ اوپر ذکر کردہ سورۃ الاعراف کی آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں ابو عبد اللہ امام محمد بن عمر فخر الدین رازی رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہ (سالِ وفات: 606ھ) لکھتے ہیں: "وهذا يدل على أن أسماء الله توقيفية لا اصطلاحية، ومما يؤكد هذا أنه يجوز أن يقال: يا جواد، ولا يجوز أن يقال: يا سخي، **ولا أن يقال يا عاقل يا طبيب يا فقيه**" ترجمہ: یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اسماء توقیفی ہیں، نہ کہ اصطلاحی اور یا جواد کہنے کا جواز اور **یا سخی، یا عاقل، یا طبیب، یا فقیہ کا عدمِ جواز اِس** (یعنی اسماء الٰہیہ کے توقیفی ہونے) کو مؤکد کرتا ہے۔ (تفسیر کبیر، جلد 15، صفحہ 415، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

یونہی تفسیر خازن میں ہے: "أن يقال يا عالم ولا يجوز أن يقال يا عاقل **ويجوز أن يقال يا حكيم ولا يجوز أن يقال يا طبيب**" مفہوم واضح ہے۔ (تفسیر الخازن، جلد 2، صفحہ 276، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ابو عبد اللہ امام حسین بن حسن حلیمی رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ (سالِ وفات: 403ھ) عقائد کے بیان پر مشتمل اپنی کتاب "المنہاج فی شعب الایمان" میں لکھتے ہیں: "والجواب: عن استدلاله بما يشتق لله تعالى من اسم الطب فيدعي طبيبًا فهو إن هذا ليس بمسلم، وليس الطبيب بموجود في أسماء الله تعالى، ولا يجوز أن يقال لله تعالى عند الدعاء يا طبيب" ترجمہ: اس استدلال کا جواب کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اسمِ طب مشتق ہوتا ہے، لہٰذا اسے طبیب کہا جاسکتا ہے، تو یہ بات مسلّم نہیں اور لفظِ "طبیب" اللہ تعالیٰ کے اسماء میں موجود نہیں اور اللہ تعالیٰ کو دعا کے وقت "یا طبیب" پکارنا، جائز نہیں۔ (المنهاج في شعب الايمان، جلد 2، صفحہ 200، مطبوعہ دار الفکر)

یونہی امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:758ھ) نے اسماء وصفاتِ باری تعالیٰ کے متعلق اپنی کتاب میں لکھا۔ (الاسماء والصفات، جلد1، صفحہ217، مطبوعہ مکتبۃ السوادی، السعودیہ العربیہ)

جس روایت میں اللہ تعالیٰ کے لیے "طبیب" کا لفظ مذکور ہوا، وہ بطورِ اسم نہیں، بلکہ "شافی اور عَالِمُ الاَمْرَاضِ وَ حَقِیْقَتِہَا" کے معنیٰ میں ہے، چنانچہ وہ روایت اور شارحین کی نظر میں اس کا مفہوم ملاحظہ کیجیے، حضرت ابو رِمْثَہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں: "دخلت مع أبي على رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم فرأى أبي الذي بظهر رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم فقال: دعني أعالج الذي بظهرك فإني طبيب فقال: أنت رفيق واللہ الطبيب" ترجمہ: میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے والد نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پیٹھ میں کوئی چیز دیکھی، تو عرض کی کہ مجھے اجازت دیجیے میں آپ کی پیٹھ والی چیز کا علاج کر دوں، کیونکہ میں طبیب ہوں، تو نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: تم رفیق ہو اور اللہ طبیب ہے۔ (مشکاۃ المصابیح، کتاب القصاص، جلد2، صفحہ1032، مطبوعہ المکتب الاسلامی، بیروت)

دعا میں اللہ تعالیٰ کو "طبیب" کہہ کر کیوں نہیں پکار سکتے، اس کی تفصیل بیان کرتے علامہ مظہر الدین مُظْہِرِی حَنَفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:727ھ) لکھتے ہیں: "(الطبيب) هو العالم بحقيقة الداء والدواء القادر على الصحة والشفاء، وليس ذلك إلا اللہ الواحد القهار، ثم تسمية اللہ تعالى به أن يذكر في حال الاستشفاء، مثل أن يقول: اللهم أنت المصحح والممرض والمداوي والطبيب، ونحو ذلك، فأما أن يقول: يا طبيب! افعل كذا، كما يقول: يا حليم يا رحيم، فإن ذلك مفارق لأدب الدعاء، فإنما الدعاء الثناء عليه بأبلغ الألفاظ والمختص به، بخلاف الشائع المشترك بينه وبين غيره، **ولأن أسماءه توقيفية،** وأيضا الطبيب عرفا: إنسان آخر سوف يمرض ويموت، فنزع عن لفظ مشعر بنقصان" ترجمہ: حدیث پاک میں طبیب سے مراد وہ ذات ہے جو بیماری اور اس کے علاج کی حقیقت سے واقف، صحت وشفا دینے پر قادر ہو اور وہ ذات صرف اللہ واحد وقہار کی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کو طبیب کے نام کے ساتھ یاد کرنا علاج معالجہ کی مناسبت سے ضمنی طور پر درست ہے، جیسے یہ کہنا اے اللہ! تُو ہی صحت دینے والا، مرض بھیجنے والا اور طبیب ہے، بہرحال جس طرح "یا حلیم ویا رحیم" کہہ کر پکارا جاتا ہے، اِسی انداز پر یہ کہنا "اے طبیب! ایسا کر دے" یہ بارگاہِ ربُّ العزت کے ادب کے خلاف ہے، کیونکہ دعا ایسے الفاظ کے ساتھ کی جاتی ہے جو تعریف وثناء میں بلیغ ہوں اور اللہ کے ساتھ خاص ہوں، بخلاف ایسے الفاظ کے جو اللہ تعالیٰ کی ذات اور غیر خدا دونوں کے لیے بولے جاتے ہوں

(تو وہ نہیں بول سکتے) اور اس لیے بھی کہ اللہ تعالیٰ کے نام توقیفی ہیں اور یہ اُن اسما میں موجود نہیں جو شرع میں وارد ہیں۔ مزید یہ کہ عرف میں طبیب ایسے انسان کو کہا جاتا ہے جو کبھی خود بھی مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کی موت بھی واقع ہوتی ہے، تو (ثابت ہوا کہ) طبیب ایسے لفظ کے درجے میں ہے جس میں کمی اور کوتاہی پائی جاتی ہے۔

(المفاتیح شرح المصابیح، جلد4، صفحہ202، مطبوعہ دار النور)

یونہی شرح المصابیح لابن الملک، شرح المشکوۃ للطیبی، مرقاۃ المفاتیح وغیرہا شروحِ حنفیہ اور فیض القدیر، وغیرہا شروحِ حدیث میں ہے۔

اور مفتی محمد احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ (سالِ وفات:1139ھ / 1971ء) لکھتے ہیں: ”یعنی یہ چیز قابلِ علاج نہیں، بلکہ تم قابلِ علاج ہو کہ اس قسم کی گفتگو کر رہے ہو اپنے کو شافی الامراض سمجھتے اور کہتے ہو، شافیِ امراض اللہ تعالیٰ ہے۔ **خیال رہے کہ یہاں طبیب بمعنی شافی مطلق ہے، نہ کہ فنِّ طب سیکھا ہوا،** لہٰذا اللہ تعالیٰ کو (عمومی حالت میں) طبیب کہنا شرعًا درست نہیں کہ یہ لفظ طبابت کا پیشہ کرنے والوں پر بھی بولا جاتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کو معلّم نہیں کہہ سکتے، اگرچہ وہ خود فرماتا ہے: "عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ" کیونکہ معلم عمومًا تنخواہ دار مدرسین کو کہا جاتا ہے اور جو لفظ دو معنی رکھتا ہو اچھے اور بُرے اس کو اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ کے نام توقیفی ہیں جو نص میں وارد ہو گئے ان ہی سے اسے پکارا جائے۔“ (مراٰۃ المناجیح، جلد5، صفحہ261، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ، گجرات)

ان ذکر کردہ جزئیات اور شارحینِ حدیث کے اقوال سے واضح ہوا ہے کہ بطورِ نام اور عمومی حالت میں نہ ہو، بلکہ طلبِ شفا اور علاج معالجہ کی مناسبت سے اور شافی مطلق کے معنی میں ہو، تو بولنا جائز ہو گا، چنانچہ اِسی کی تصریح علامہ علی قاری حنفی رَحْمَۃُ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ (سالِ وفات:1014ھ / 1605ء) نے ان الفاظ کے ساتھ کی: ”وفیه إیماء إلی أنه یجوز أن یقال: هو الطبیب وهو رفیق علی منوال ما ورد“ ترجمہ: حدیث پاک میں اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ (شافی وغیرہ کے معنی میں) یوں کہنا جائز ہے کہ وہ طبیب ہے، وہ رفیق ہے، اسی کے مطابق جو حدیث میں وارد ہوا۔ (مرقاۃ المفاتیح، جلد8، صفحہ3170، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net